

سید وارث علی شاہ (دیوبہ شریف) کے زین اقبال

عبدالعزیز خطیب رحمانی

دنیا میں ایسی نادرہ روزگار ہستیوں کا وجود شاذ اور ان کا ظہور عرصہ دراز کے بعد کسی معزز و ممتاز خاندان میں ہوتا ہے، جن کے چشمہ فیض سے ہزاروں مردہ دل سیراب ہو کر روحانی زندگی حاصل کرتے ہیں، سید وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم شخصیت بھی ایک ایسی ہی ہستی تھی، سیدنا امام حسین علیہ السلام کی چھبیسویں پشت میں امام علیان امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی نسل سے ہندوستان میں نیشاپور کے ایک خاندان سادات میں آپ کی ولادت ہوئی، ابتدائی نشوونما کے بعد علم و عمل سے بہرہ ور ہو کر تمام عمر یہی کام کیا کہ خاص و عام کو محبتِ شاہدِ حقیقی کی ہدایت فرماتے رہے۔

خاندان: دیوبہ شریف ضلع بارہ بنگی مضافات لکھنؤ کے ممتاز حضرات کو آپ کے نسب اعزاز اور خاندانی امتیاز کا پورا اعتراف ہے۔ مؤلفین سیرتِ وارثی (”عین الیقین“، ”مشکوٰۃ حقانیہ“ اور ”جلوہ وارث“) کا اس پر اتفاق ہے۔ حضرت کے جد امجد سید اشرف ابوطالب علیہ الرحمۃ نیشاپور سے ہندوستان تقریباً ۱۱۵۷ھ میں تشریف لائے اور قصبہ کنتور ضلع بارہ بنگی میں اقامت پذیر ہوئے۔ وہ صحیح النسب سادات کاظمی کے چشم و چراغ تھے۔ حضرت سید اشرف ابوطالب کی آٹھویں پشت میں سید عبدالاحد علیہ الرحمۃ ۱۱۲۷ھ میں کنتور قصبہ سے دیوبہ شریف آئے، اہلیانِ قصبہ آپ کی تشریف آوری سے نہایت مسرور ہوئے۔ آپ کی ذات بابرکات سے رشد و ہدایت کا فیض بھی جاری ہوا۔ ۱۱۴۱ھ میں سید میراں احمد علیہ الرحمۃ دیوبہ شریف میں پیدا ہوئے۔ ان کے صاحب زادے سید کرم اللہ علیہ الرحمۃ تھے۔

جن کے مین صاحب زادے تھے، سید سلامت علی، سید بشارت علی، سید شیر علی۔ رحمہ اللہ
 تعالیٰ اجمعین، سید سلامت علی علیہ الرحمۃ کے دو صاحب زادے ہوئے، سید خرم علی جن
 کی اولاد برہیلی میں ہے، دوسرے کا اسم گرامی حضرت سید قربان علی شاہ علیہ الرحمۃ ہے۔
 جو حضرت حاجی سید وارث علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد بزرگوار تھے۔ جن کا حقد اپنے
 حقیقی چچا حضرت سید شیر علی علیہ الرحمۃ کی صاحب زادی سیدہ بی بی سکینہ عرف چندن بی بی
 سے ہوا، جن کو خدا نے یہ شرف دیا کہ وہ حضرت سید وارث علی شاہ کی والدہ ماجدہ
 ہوئیں۔

ولادت سے: صاحب تحفہ الاصفیاء تحریر فرماتے ہیں کہ یکم رمضان المبارک ۱۲۳۵ھ
 کو حضرت قبلہ پیدا ہوئے۔ تقریباً دو سال کی عمر تھی کہ شفیع باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا،
 اور اس یتیم کی تربیت آغوش مادری میں ہونے لگی۔ لیکن حق تعالیٰ کو یہ بھی منظور نہ ہوا۔
 چنانچہ ابھی آپ تین سال کے تھے کہ یہ یتیم بچہ آغوش مادر سے بھی محروم ہو گیا۔ اس حادثہ
 جان کاہ کے بعد حضرت کی جدہ مکرمہ سیدہ حیاۃ النساء بی بی نے پرورش و کفالت کی ندرتاری
 قبول کی، آپ بچپن سے ہی عام بچوں سے بالکل جداگانہ عادات و اطوار کے حامل تھے۔
تعلیم: شاہ فضل حسین وارثی صاحب کنز المعرفۃ کا بیان ہے کہ آپ کی دادی جان کی خواہش
 کے مطابق آپ کی تعلیم کا ذمہ آپ کے چچا کے سپرد ہوا۔ چنانچہ آپ نے اپنے چچا سے قرآن
 شریف پڑھنا شروع کیا، اور اپنی خداداد ذہانت و قوتِ حافظہ سے دو سال کے اندر
 آپ حافظ قرآن ہو گئے۔ اور بعض ابتدائی کتابیں بھی اختتام کو پہنچیں۔

صاحب مشکوٰۃ حقایق کی صراحت کے مطابق آپ نے درسی کتب کی تعلیم مولوی امام علی
 ساکن قصبہ سترک ضلع بارہ بنکی سے حاصل کی۔ مولوی صاحب موصوف بکمال احتیاط بغیر
 تنبیہ اور تشدد کے نہایت دل جوئی سے آپ کو پڑھاتے تھے۔ آپ کے حقیقی بہنوئی حضرت
 حاجی سید خادم علی شاہ آپ کو لکھنؤ لائے اور تعلیم کا سلسلہ بدستور قائم رکھا۔
 آپ کی تعلیمی ترقی کے ساتھ آپ کا جذبہ شوق بڑھتا گیا اور عشقِ حقیقی کی والہانہ
 کیفیات میں اضافہ ہوتا گیا حتیٰ کہ قریب قریب ہر وقت وجد اور استغراق کی کیفیت رہنے لگی۔

طبیعت تنہائی پسند ہو گئی۔ اکثر غیر آباد مقامات میں آپ تمام شب ذکر و اشغال میں مصروف رہتے۔ حضرت حاجی سید خادم علی شاہ علیہ الرحمۃ نے مزاج کو فقر کی جانب زیادہ مائل دیکھا تو مشائخ کے طریقے کے مطابق آپ کو سلسلہ قادریہ و چشتیہ میں داخل فرمایا۔ آپ کا سینہ جو حقائق و معارف کا گنجینہ تھا، پیرانِ طریقت کے فیضان سے اور زیادہ مصفا و مجتلا ہو گیا۔ فراق شاہِ حقیقی کے ناقابل برداشت اثرات سے اضطراری کیفیت بڑھ گئی۔ رات دن بے قرار رہنے لگے۔

حضرت سید خادم علی شاہ کی وفات ۱۳ صفر ۱۲۵۲ھ کو ہوئی۔ پندرہ روز رسم فاتحہ خوانی کے بعد مریدین و معتقدین کے علاوہ علمائے دین اور مشائخ جمع ہوئے تو دستار بندی کا مسند درپیش تھا۔ نمبر۶ حضرت غوث گوالیاریؒ نے اس منصبِ جلیلہ کے لئے آپ کا نام تجویز فرمایا، اور دیگر مشائخ وقت نے اس رائے سے اتفاق کیا۔

سیر و سیاحتیں : سید وارث علی شاہ نے بارہ سال تک عرب و عجم کی سیاحت فرمائی اور اس دوران میں دس مرتبہ حج سے مشرف ہوئے۔ واپسی کے بعد پھر ہندوستان سے سات مرتبہ ادائے حج کے لئے حجاز تشریف لے گئے۔

امام شعرانی علیہ الرحمۃ لباس کے بارے میں فرماتے ہیں :-

”دردیش کا برہنہ جسم رہنا اشارہ ہے کہ باطن میں ہستی سے تجرید ہے۔“

سید وارث علی شاہ نے ۱۲۵۲ھ کے سفر حج و زیارت مدینہ منورہ میں بیک وقت اپنے قدیم لباس کے ہر حصہ کو خدائے لم یزل کی محبت میں ہمیشہ کے لئے ترک فرما دیا، آپ کا مسک صرف عشق تھا، اور عشاق کی معراج کمالِ فنا، اتم ہے۔ نیز اہل فنا کو خاک سے مناسبت ہے جس کا حقیقی رنگ زرد ہے۔ ۵

رنگ زرد و آہ سرد و چشمِ تری!

خصائل و عادات : حضرت وارث کا مشرب زاہدانہ، مسک عاشقانہ، موئے سر

دراز جس میں کبھی تیلنجی نہیں لگی، ستر سال یا برہنہ سیاحت کی، ابتلا و دوست میں تحمل و صبر، ماسوائے یا تمام عالم سے دست بردار، توکل پر تکیہ۔ خدا پر بھروسا،

تعلقات دنیا و اہل دنیا سے انقطاع، راضی برضائے حق، ہاتھ کے خالی دل کے غنی، طبیعت غیور اور مزاج مستغنی، نمود و شہرت سے نفور، اقوال و افعال اثراتِ عشقِ محبوب حقیقی سے معمور، خلق اللہ کے ہمدرد، یار و اختیار کے یکساں خیر خواہ، حلم و برد باری کا پیکر، راست بازی کا مجسمہ، سراپا رشد و ہدایت، محبت کی تعلیم و تلقین، یہ ایسے مستحسن صفات ہیں جن کا عکس آپ کے حالات و واقعاتِ زندگی سے نمایاں ہے۔

عام معمولات: استراحت و آرام فرمانے کے لئے آپ کا بستر بھی زاہدانہ اور فلندرانہ تھا۔ آپ زمین پر کبیل بچھا کر آرام فرماتے تھے۔ اور داہنے ہاتھ کو خم دے کر بجائے مکبہ سر کے نیچے رکھ لیتے تھے۔

آپ نے ۱۴ سال کی عمر سے لے کر زندگی بھر اپنی ذات کے لئے کوئی مکان نہیں بنایا، بلکہ ہمیشہ سیر و سیاحت فرمائی۔ اکثر فرمایا کرتے "ہم مسافر ہیں"۔ گھریلو زندگی کے بارے میں فرمایا کرتے "چولہے جکی کا خیال مردانِ خدا نہیں کرتے"۔

الغرض جملہ اسبابِ آرام و راحت سے آپ نے احتراز فرمایا حتیٰ کہ مناکحت اور مشاہدانہ زندگی جو ہر قسم کی عافیت کا مجموعہ ہے اس سے بھی آپ نے کلیتہً احتراز کیا، اور ہمیشہ غیر متاہل رہے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے کہ ہم "لنگوٹ بند ہیں" اور "زن، زمین، زر، میں جھگڑا ہے" ان کو چھوڑے تو آزاد ہو" نیز فرماتے "مجرد رہنا عزیمت ہے اور تاہل کی بھی رخصت ہے"۔

سلف صالحین کے سوانح اور ملفوظات کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک مجرد عشقِ الہی کا لازمی نتیجہ ہے۔ لیکن مخصوص طبائع کے لئے، ہر کس و ناکس کے لئے نہیں، ع

ہر ہوسٹا کے نداند جام و سنداں بافتن

دوسرے الفاظ میں سے

ہر کرا باشد زینداں کار دبار بار آنجا یافت ایروں شد ز کار

ملفوظات سے: فرمایا:- "اسبابِ آرام و آسائش کے جھگڑے میں انسان عہدِ میثاق

کو قبول جاتا ہے۔ "عاشق صادق کی تعریف یہ ہے کہ عاشق روح بلا نفس رہ جائے اور جب تک اُس میں نفس (نفسانی خواہشات) کا غلبہ ہے وہ عشقِ الہی کا مزہ نہیں چکھ سکتا۔" فرمایا۔ "تسلیم و رضا بی بی ناطقہ اور حسنین علیہم السلام کا حصہ ہے۔" تسلیم و رضا اہل بیت کے گھر کی لونڈی ہے۔" ہمارا مشرب عشق ہے جس میں انتظام حرام اور رضائے شاہدِ حقیقی کے آگے سر تسلیم خم کرنا فرض میں ہے۔"

فرمایا:- "جو تم سے محبت کرے اس سے محبت کرو مگر کسی کے حق میں دعا کرو نہ بد دعا۔ اکثر فرمایا کرتے "دعا اور بد دعا کرنا مشربِ رضا و تسلیم کے خلاف ہے۔" فرمایا "فقیر نہ دوست کے لئے دعا کرتا ہے نہ دشمن کے واسطے بد دعا۔ اپنے غلامانِ خرقہ پوش کو ہدایت فرماتے کہ "فقیر کو چاہیے گنڈا اور تعویذ نہ کرے۔" فرمایا "بام حقیقت کا زینہ محبت ہے۔" اور "فرشتوں کو محبت جزوی دی گئی اور انسان کو محبت کامل مرحمت ہوئی" نیز فرمایا "جو محبت میں برباد ہوا وہ حقیقت میں آباد ہوا۔"

فرمایا "معتوق کے سامنے عاشق ایسا بے اختیار ہو، جیسے غسال کے ہاتھ میں مردہ۔" فرمایا "عاشق کا وظیفہ ذکرِ یار ہوتا ہے۔" نیز "جس کو اپنی خبر ہے وہ عشق سے بے خبر ہے۔" عشق (الہی) وہی ہے جو کسب سے نہیں حاصل ہوتا۔

فرمایا "مرجانا مگر سوال نہ کرنا۔" توکل طبع کی ضد ہے۔ "توکل حیا کی علامت ہے۔" "سات ناتیوں کے بعد بھی سوال نہ کرنا۔" (حیاتِ دارث ص ۲۱۹)

"دعہ کرو تو ایقاد کرو۔" "حریص حرمان نصیب اور محروم رہتا ہے۔" "حاسد ہمیشہ ذلیل ہوتا ہے۔" "بغض رکھنے سے اپنا نقصان ہے کہ بغض کی کثافت قلب کی لطافت کو خراب کرتی ہے۔" انسان کو چاہیے کہ زمین کی خاصیت اختیار کرے کہ سب کا بوجھ اٹھائے اور اپنا بار کسی پر نہ ڈالے۔" گنہگار کو دوست رکھو اور شہرت سے بچو۔ "نفسِ آمارہ کے خلاف عمل کرنا عبادت ہے۔" رنج پہنچے تو صبر کرو، راحت پہنچے تو شکر کرو۔"